"The Poetry of Ibrahim Zauq and its Intricate Meanings "

کلامِ ابراہیم ذوق اور معنیٔ ادق

Muhammad Waqas*[1]
PhD Scholar, Department Of Urdu, Ghazi University, Dera Ghazi Khan.
Dr.Rashida Qazi*[2]
Chairperson, Department Of Urdu,Balochi And Saraiki, Ghazi University, Dera Ghazi Khan

☆1 محمد وقاص

پی ایچ ڈی سکالر،شعبہ اردو،غازی یونیورسٹی،ڈیرہ غازی خان

☆2ڈاکٹرراشدہ قاضی

چیئر پرسن ،شعبہ اردو،بلوچی اور سرائیکی،غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان

Correspondance: waqaskhangurmani622@gmail.com

eISSN:**3005-3757**
pISSN: **3005-3765**

Received: 29-07-2025
Accepted:28-09-2025
Online:29-09-2025

Copyright:© 2023 by the authors. This is an access-openarticle distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

ABSTRACT: The Poet Laureate of India, Ustād Ibrāhīm Zauq, in his poetry, has employed such a vast treasure of intricate and sophisticated words that it almost necessitates an exclusive lexicon for comprehension. His diction reflects remarkable erudition, grandeur of expression, and scholarly depth, revealing a poet deeply rooted in the classical tradition of linguistic mastery. However, this very richness sometimes gives rise to verbal strangeness, dissonance, and complexity of style, which may distance the reader from spontaneous emotional engagement. These stylistic choices, while enhancing the intellectual depth of his poetry, can also make it appear somewhat elaborate and obscure for delicate aesthetic sensibilities. Zauq himself was fully conscious of this tendency, once remarking that "when meaning became difficult, the verse seemed to have improved.

KEYWORDS: lexicon, dissonance, complexity, subtlety، Zauq, Ghalib, Poetry, Mataphar, Simili, Vague

بہت ساری خصوصیات میں چند ایک عیوب و معائب سُخن کا پایا جانا کوئی غیر فطری عمل نہیں۔ بعض اوقات اچھائی اور بہتری نیاپن کی غرض سے شاعر یا تخلیق کار معائب سخن کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس کے باوجود اس کی تمام خصوصیات اور خوبیاں اپنی ضوفشانی کرتی رہتی ہیں۔ استاد محمد ابراہیم ذوقؔ جو "ملک الشعراء" اور "خاقانی ہند" کے القابات سے ملقب ہوئے۔ اپنے کلام میں دقیق، مشکل المعانی الفاظ کے استعمال سے باز نہ رہ سکے جہاں شاعرانہ تعلی کا اظہار کرتے ہیں وہاں اپنی کمزوری کا اظہار بھی نہایت لطیف پیرائے میں کرتے ہیں:

ہو گئی معنی میں دِقت، شعر ہر چھا ہو گیا

بسا اُوقات کسی شاعر سے رغبت بھی انسان کو اس کے محاسن کے ساتھ ساتھ معائب کو بھی ہماری فطرت کا حصہ بنا دیتی ہے۔ جب ذہنی کیفیات آپس میں مدغم ہو جاتی ہیں تو ایسا ممکن ہے کہ دوسروں کے سے خیالات اور نکتہ نظر آپ کے دل و دماغ میں پیدا ہو کر ادب پارے کا حصہ بن جائے۔ یقیناً یہی اثرات ہیں کہ ذوق پر شعر خیالی کی طرح معنی ادق کا رجحان پیدا ہوتا ہے۔ اُردو ادب کے شعری معائب میں غرابت لفظی کا ایک اہم ترین معائب سخن میں سے ایک ہے۔ اس کے علاوہ "تنافر اور تعقید" بھی نقائص کلام ہیں۔ "تنافر" ایک جیسے حروف کے یکجا ہونے کا نام ہے جبکہ "تعقید" الفاظ کے بے ترتیب یا بے جگہ ہو جانے کا نام ہے، جو کلام کے معائب میں شمار ہوتے ہیں۔ "کیفیہ" میں پنڈت دتاتریہ کیفی غرابت کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> "کلام میں ایسے لفظ یا مرکب استعمال کرنا جو غیر مانوس ہوں غرابت کا نقص کہلاتا ہے۔ ممکن ہے کہ غرابت کے بعض موقعوں پر پڑھنے والے کو لغات دیکھنے کی ضرورت نہ پڑے، نقص پھر بھی نقص رہے گا۔ اس کی جانچ کا معیار ذوقِ سلیم ہے۔"(1)

غرابت غیر مانوسیت اور اجنبیت کا نام ہے۔ جب ہم اپنے کلام میں ایسے الفاظ کا استعمال کرتے ہیں جو شاعری کی زبان کا حصہ نہیں ہوتے بلکہ کسی خاص شعبہ سے تکنیکی وابستگی رکھتے ہیں وہ طب، تعمیرات یا سائنس وغیرہ سے مختص ہوتی ہے تو ایسے الفاظ شاعری میں غرابت لفظی کا بحث بنتے ہیں جو معائب سخن میں شمار ہوتے ہیں۔ مولانا حسرت موہانی نے "معائبِ سخن" میں اسے غیر شاعرانہ الفاظ کے طور پر دیکھا ہے۔

بقول حسرت موہانی:

"اشعار اور خصوصاً غزل کے اشعار میں غیر شاعرانہ الفاظ کا استعمال بدرجۂ
غایت ناگوار سمجھا جاتا ہے یہ عیب زیادہ تر ان خشک شعراء کے کلام میں پایا
جاتا ہے جن کی شاعری کو سوز و گداز سے بہت کم لگاؤ ہوتا ہے۔"(۲)

ابتداً لوگ محاسن کے طور پر اختیار کرتے ہیں جس کا مقصد کلام میں نیا رنگ، نیا خیال لانا ہوتا ہے، کلام بہتر بنا کر پیش کرنا ہوتا ہے تو وہ دیدہ و دانستہ اختیار کرنے لگتے ہیں۔ مگر ہر بار وہ اچھا اور مناسب ثابت نہیں ہوتا۔ اس طرح کلام میں غیر مہذب اور بازاری الفاظ کا استعمال آنے سے کلام متبذل ہو جاتا ہے اور غرابت لفظی سے بھی معیوب ہو جاتا ہے۔ چونکہ ضروری نہیں انسان نئے تجربے یا خیال کو پیش کرنے میں ہر دفعہ کامیاب ہو جائے۔ البتہ فن پر مکمل دسترس کی صورت میں یہ اختیار کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اگر یہی معائب غالب کے ہاں ملتے ہیں تو ایک نئے احساس اور ندرت خیال کے ساتھ وقوع پذیر ہوتے ہیں جن میں معائب کم، محاسن کا احساس زیادہ ہوتا ہے۔

نیاز فتح پوری "مشکلاتِ غالب" میں رقمطراز ہیں:

"غالب کے یہاں اتنے مختلف رنگ کے اشعار نظر آتے ہیں کہ اگر ہم اس
کے دیوان کو زنجیر فرض کر لیں تو اس میں ہمیں کوئی کڑی کسی رنگ کی نظر
آئے گی اور کوئی کڑی کسی رنگ کی۔ غالب کا نام سنتے ہی اس کی مشکل پسندی
و دقیق نگاری ہمارے سامنے آ جاتی ہے۔ اور اس میں شک نہیں وہ فطرتاً عام
راہ سے ہٹ کر اپنی راہ الگ پیدا کرنے والا بڑا مشکل پسند شاعر تھا اور بیان
کے نئے زاویے تلاش کرنے کے لیے اس کا خیال ہمیشہ دماغ کی پیچیدہ
راہوں سے گزر کر سامنے آتا تھا۔ حتیٰ کہ وہ اپنے سہل و سادہ اشعار میں بھی
کوئی نہ کوئی گرہ ضرور چھوڑ جاتا جاتا۔ بہ جائیکہ حکمت و تصوف کے دقیق
اشعار کہ انہیں تو مصنوعی نزاکت اور ندرت خیال کے لحاظ سے مشکل ہونا
ہی چاہیے۔"(۳)

ذوقؔ کے کلام کو محمد حسن آزاد نے تو والہانہ انداز میں سراہا ہے جو حدود سے تجاوز کے بحث تحسین کی بجائے ان کی تکذیب یا تردید کا رجحان غالب آتا ہے۔ اس کے باوجود بہت سی خصوصیات فی نفسہ موجود ہیں۔ ذوق کے قادر الکلامی اور صفات کے قائل سر سید بھی تھے انہوں نے "تذکرہ اہلِ دلی" میں پہلے ان کے ذاتی خلوص اور بعد میں شاعرانہ خصوصیات کا تذکرہ کیا ہے۔

"شاہ کشور سخنوری مالک رقاب مملکت معنی پروری، والی قلمرو تکمیل و اکمال مؤسس اساس فضل و افضال، زیدہ کملائے انام مرج مآرب و ارباب شوق، شیخ محمد ابراہیم ذوق عہدۂ اوستادی سلطان عمر محمد سراج الدین بہادر شاہ سے ممتاز اور پیش گاہ سلطنت سے خطاب خاقانی ہند سے سرفراز ہیں۔" اس قدر جامعت کہ فصاحت عبارت اور متانت تراکیب اور تازگی طرز اور وحدت معنی اور غرابت تشبیہ اور حسن استعارہ اور خوش اسلوبی کنایہ اور لطیف تلمیح اور پاکی الفاظ اور تنگ وزری کلمات اور بست قافیہ اور نشست ردیف نظم و نسق کلام اور حسن آغاز و انجام ایک جامے میں جمع ہیں۔"(۴)

سرسید کی رائے میں ذوق ؔ ایک باصلاحیت سخنور ہیں جو مشکل موضوعاتِ فن کی مشکلات کو باخوبی سمجھتے ہیں اور ان کا حل بھی پیش کرتے ہیں۔ اپنے شعری نمونوں سے وہ ہمیں دقیق الفاظ اور مشکلات سے نہایت احسن طریقے گزارتے ہیں جو ایک فنی عیب تو ہو سکتا ہے مگر اپنی مہارت کے ساتھ عیب کو شکوہ لفظی عطا کرتے ہیں۔ جو خاص طور پر قصائد کے محاسن میں شمار ہوتے ہیں جیسا کہ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی "کشاف تنقیدی اصطلاحات" میں لکھتے ہیں:

"بعض موضوعات اپنے طبع و مزاج کے اعتبار سے شکوہ الفاظ کے متقاضی ہوتے ہیں۔"(۵)

لفظوں کا طمطراق علمیت کا اظہار غزل کی طبیعت کے تو منافی ہے مگر دیگر اصناف میں ایک حیثیت رکھتا ہے۔ یوں یہ معائب اور محاسن کی صورت میں سخن گوئی میں اپنا کردار ادا کرتا رہتا ہے۔ ذیل میں کلام ذوق سے اجنبی و نامانوس الفاظ جو معانی ادق رکھتے ہیں ان کا جائزہ لیتے ہیں۔

بل بے: حیرت، تعجب اور تحسین کے لئے حروف استعجاب میں سے ہے۔ جو عام قاری کے غرابت لفظی کا حامل ہے۔

بل بے آتشِ غم سینے میں مثلِ منقل

کثرتِ داغ سے انبار ہے انگاروں کا(۶)

ٹھنگیر: چھوٹی سا تنگ سا گوشہ۔ غرابت لفظی کا باعث ہے۔

چھوڑا نہ ایک دانۂ اختر سحر تلک

گردوں کو لگ گیا جو مزہ شب ٹھنگیر کا(۷)

پیش و پس جام شراب: پیس و پس کرنے سے منع کرنے کی کوشش ہے۔ غیر مانوس اور انوکھی ترکیب کا استعمال ہے۔

پی جا نہ ذوق نہ کر پیش و پس جام شراب

لب پہ تو ترے دل میں ہوس جام شراب(۸)

روش دانہ ہیل: یہاں مراد چھوٹی الائچی کے پودوں کا راستہ ہے۔ یہ صوتی طور پر ثقیل اور معنوی بوجھ ڈالتا ہے۔

نکتہ چینوں کے لئے نکتہ برجستہ ترا

قابض طبع رواں روش دانۂ ہیل(۹)

پشت پدر سے تا احلیل: یہ ایک ناپسندیدہ اور غیر مانوس ترکیب اور تعقید بھی شد و مد کے ساتھ موجود ہے۔

رہزن نطفہ بدخواہ اول ہی اجل

آ سکے پشت پدر سے نہ کبھی تا احلیل(۱۰)

بھبوکا: گرم شعلہ، دہکتا ہوا۔ عام فہم نہیں ہے غرابت معنی کا حامل ہے۔

بادۂ گلگوں نے رنگ رُخ کو روشن کر دیا

پہلے تھا گل رنگ مکھڑا پھر بھبوکا ہو گیا(۱۱)

خندق ہائے نگاریں: نہایت سرخ میوہ، یہ ترکیب غیر مانوس ہے۔

خندق پائے نگاریں کا ہوں میں سوداز دہ

قطرۂ خون بھی نہ ہو گا نوکِ نشتر سے جدا(۱۲)

ہرن کی شاخ: ایک غیر مانوس اور عجیب سی ترکیب ہے۔

ابرو پہ اس کے خال ہے کیا زاغ شوخ چشم

سمجھا ہے اپنی شاخِ نشیمن، ہرن کی شاخ(۱۳)

سوہان: ریتی، غیر مانوس اور بعید تشبیہ ہے جو غرابت کا باعث ہے۔

کہ شکلِ سوہان پڑ گئے ہیں ہزاروں کانٹے مری زبان پر

خلش ہی خار خار غم کا رہا تو مرقد پہ میرے سبزہ(۱۴)

حلقۂ خلخال: پازیب مراد ہے۔ محاورے کی روانی میں اجنبیت ہے۔

اس کی ٹھوکر کا ہوں دیوانہ کہ جس کے پاؤں میں

گردش رنگ پری سے حلقۂ خلخال ہے(۱۵)

ساق سیمیں: صوتی ہم آہنگی کی بجائے ثقیل تاثر ملتا ہے۔

وہ دانِ روشن و ساق سیمیں وہ پائے نازک حنا میں رنگیں

وہ قد قیامت وہ فتنہ قامت دلوں پہ شامت جو ہو خراماں(۱۶)

جدوار: ذ قوم، حنظل طبی الفاظ ہیں جو غیر مانوس اور غرابت کی علامت ہیں۔ کچھ اور الفاظ اور تراکیب اس ضمن میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ جیسے گل کنیز کا کانٹا، مردمان (پلکیں) صد بہروکاں (سینکڑوں مشکلات) دستہ تری ساطور، جادوئے بابل کے دھوئیں (غرابت تلمیح) سنبلہ، جوزا، اصطرلاب وغیرہ۔ ایسے الفاظ ہیں جو غرابت کی کسی نہ کسی قسم سے تعلق رکھتے ہیں۔

کلیاتِ خمسہ: عوجیا، غرض عام منطقی اصطلاحات ہیں اجنبی اصطلاحات ہیں۔ غرابت کا باعث بن رہی ہیں۔

کلیاتِ خمسہ ہوں منطق میں ایسا عوجیا

یعنی جنس و فصل و نوع و خاصہ اور عرض عام(۱۷)

دست قسام: خدا کی تقسیم کرنے والی قدرت اور انقسام جیسی تراکیب اجنبی معلوم ہوتی ہیں۔

ہے ملا دستِ سخا کے ساتھ تجھکو زور کم

دستِ قسام ازل سے بس کہ وقت انقسام (۱۸)

شلتاق: کونج کے شور کے ساتھ صوتی لحاظ سے سخت اور بھدا ہے۔

چرخ کے گنبد بے در د میں رہیں گے محبوس

دم نہ ماریں گے مگر کونج کے سور و شلتاق (۱۹)

کل حموض بارد: تمام سرکھٹاس، یہ اصطلاحی ترکیب ہے۔ جو طبی اسلوب کی حامل ہے۔ غیر مانوس محسوس ہوتی ہے۔

ہم تو سنتے تھے سدا کل حموض بارد

ذوق ہوتا ہے وہ کیوں ہو کے ترش ابر و گرم (۲۰)

جھک جھکورا: جھک مراد صاف، زرق برق روشن، منور، جھکورا مراد: ہوا کا جھونکا، ہلنا، لہرانا، تلخ تجربہ وغیرہ ہیں۔ جو شعری مزاج میں عجیب و غریب اور غیر مانوس لفظ ہے۔ اور جھجھورا، ان کی مراد شاید آدھا گاہا گیا اناج ہے۔

تن لاغر ہوا سے کھا کے بل جوں موج کہتا ہے

مجھ تو دے ہے جھجھورا ترا جھجھور اُڑ جائے (۲۱)

ذوقؔ کے کلام کی ان شعری مثالوں کے علاوہ بھی جگہوں پر ایسے غرابت کے حامل الفاظ کا استعمال ملتا ہے۔ البتہ تنویر احمد علوی کی مرتب کردہ کلیات کے حصہ اوّل ایسے الفاظ و تراکیب کی تعداد نسبتاً کم ہے۔ مختلف شعبہ جات کی اصطلاحات کو شعر میں ڈھالنا ایک مشکل امر ہے یہ لفظیات، تراکیب شعری ضروریات کو پورا نہیں کر پاتا، علمیت، لفاظی اور تصنع قائم کرنے کی کوشش کامیاب تو ہو سکتی ہے مگر فصاحت قائم نہیں کی جا سکتی۔ جس کے بغیر بلاغت ناممکن اور یوں شعر ادبیت سے ماورا کوئی تک بندی کی زبان کا شکار ہو سکتا ہے۔

"اسلوب" میں سید عابد علی عابد رقمطراز ہیں:

"فصاحت کے معنی ہیں سلاست و ظہور (اصطلاحی معنی سے قطع نظر) اس لیے مانوس الفاظ اور ان کی رواتر کیب کو فصیح کہا جاتا ہے۔ غیر سلیس الفاظ کو غیر فصیح اور ان کی ناہموار تراکیب کو ثقالت اور تنافر سے تعبیر کرتے ہیں۔ سلاست کی ادنیٰ کسوٹی یہ ہے کہ الفاظ بولنے میں زبان اور سننے میں کانوں پر گراں نہ ہوں۔ مانوس الفاظ کی رعایت سے غرض یہ ہے کہ فہم کلام میں کوئی دقت نہ ہو، یہ بات وضوحِ معنی کے منافی ہے۔" (۲۲)

محمد ابراہیم ذوقؔ جن کے کلام میں آمد کی بجائے آورد کو زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ وہ استادی کے فن سے بخوبی آگاہ ہیں جس کے لیے انہیں شعری محاسن اور لوازمات کا بھی بخوبی علم ہے۔ جن کا اظہار جابجا اپنے کلام میں کرتے ہیں۔ اپنی مہارتوں کا اظہار نہایت فنکاری و پرکاری کے ساتھ کرتے ہیں۔ شکوہ لفظی اور شوکت و طمطراق کے ساتھ اپنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسا کہ لانجائنس کے "تصور رفعت" میں سب سے اہم، شدید جذبات اور متواتر خیالات بھی ہیں۔ صرف شوکت الفاظ اور لفظی طمطراق معنی نہیں رکھتا۔ ذوق ایک نقطہ کو بار آور بناتے بناتے دوسرے سے صرفِ نظر برتنے لگتے ہیں۔ جس کی وجہ سے غرابت لفظی و معنوی جیسے نقائص کلام میں عود کر آتے ہیں۔ یوں تزئین و آرائش اور تصنع کاری میں مقصودِ حقیقی یعنی جذبے کا ابلاغ کھو جاتا ہے۔ بہر حال معائب و محاسن کلام کا حصہ رہتے ہیں جو کسی کے اسلوب اور طرزِ نگارش کو متعین کرتے ہیں۔

حوالہ جات

1. دتاتریہ کیفی، پنڈت، کیفیہ، دلی: انجمن ترقی اردو، 1975ء، ص: 179
2. حسرت موہانی، مولانا، معائب سخن، کان پور: رئیس المطابع، 1932ء، ص: 41
3. نیاز فتح پوری، مشکلاتِ غالب، لکھنؤ: نسیم بک ڈپو، 1961ء ص: 3
4. سر سید احمد ضان، تذکرہ اہلِ دہلی، پاکستان: انجمن ترقی اردو، 1955ء، ص: 167
5. ابو لاعجاز حفیظ صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات،
6. محمد ابراہیم ذوق، کلیات ذوق (مرتبہ: تنویر احمد علوی) لاہور: مجلس ترقی ادب 1966ء ص: 152
7. ایضاً، ص: 154
8. ایضاً، ص: 207
9. ایضاً، ص: 75
10. ایضاً، ص: 77
11. ایضاً، ص: 117
12. ایضاً، ص: 120
13. ایضاً، ص: 125
14. ایضاً، ص: 127
15. ایضاً، ص: 160
16. ایضاً، ص: 166
17. ایضاً، ص: 180
18. ایضاً، ص: 183
19. ایضاً، ص: 191
20. ایضاً، ص: 247
21. ایضاً، ص: 363
22. عابد علی عابد، سید، اسلوب، علی گڑھ: علی گڑھ بک ڈپو، 1976ء، ص: 78

References:

1. Dattatriya Kaifi, Pandit, Kaifiya, Dilli: Anjuman Taraqqi Urdu, 1975, p. 179.
2. Hasrat Mohani, Maulana, Maae'ib-e-Sukhan, Kanpur: Raees-ul-Matabi, 1932, p. 41.
3. Niaz Fatehpuri, Mushkilat-e-Ghalib, Lucknow: Naseem Book Depot, 1961, p. 3.
4. Sir Syed Ahmad Khan, Tazkira Ahl-e-Delhi, Pakistan: Anjuman Taraqqi Urdu, 1955, p. 167.
5. Abul Aijaz Hafeez Siddiqi, Kashaf Tanqeedi Istilahaat.
6. Muhammad Ibrahim Zauq, Kulliyat-e-Zauq (Murattib: Tanveer Ahmad Alvi), Lahore: Majlis Taraqqi Adab, 1966, p. 152.
7. Ibid., p. 154.
8. Ibid., p. 207.
9. Ibid., p. 75.
10. Ibid., p. 77.
11. Ibid., p. 117.
12. Ibid., p. 120.
13. Ibid., p. 125.
14. Ibid., p. 127.
15. Ibid., p. 160.
16. Ibid., p. 166.
17. Ibid., p. 180.
18. Ibid., p. 183.
19. Ibid., p. 191.
20. Ibid., p. 247.
21. Ibid., p. 363.
22. Abid Ali Abid, Syed, Asloob, Aligarh: Aligarh Book Depot, 1976, p. 78.